تقریر

تقریر بابت احمدیت
وقت 5-7 منٹ

پانچویں شرطِ بیعت

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ ‌ؕ وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ (البقرۃ:208)

کہ لوگوں میں سے ایسا بھی ہے جو اپنی جان اللہ کی رضا کے حصول کے لئے بیچ ڈالتا ہے اور اللہ بندوں کے حق میں بہت مہربانی کرنے والا ہے۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اُسے دے چکے مال و جان بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

معزز سامعین! خاکسار 2006ء میں جب پاکستان سے جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت کے لئے لندن آیا تو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے انفرادی ملاقات کے لئے مسجد فضل لندن میں پیارے حضور کے دفتر میں حاضر ہوا تو حضور نے دورانِ ملاقات مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا ”آپ چونکہ کتابیں لکھتے رہتے ہیں۔ مَیں بھی آپ کو اپنی کتاب تحفۃً دیتا ہوں۔“ تب حضور نے شرائط بیعت پر مشتمل خطبات پر کتاب بعنوان ”شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں“ اپنے دستِ مبارک سے دستخط نقش فرما کر مجھے دی۔ جو آج بھی میری لائبریری کی زینت ہے۔ مَیں نے سوچا کہ پہلی 1000 تقاریر کا اختتام مَیں انہی 10 شرائط پر 10 تقاریر تیار کر کے کروں جو خلاصہ ہو گا میری 990 تقاریر کا۔ کیونکہ 10 شرائط بیعت نچوڑ ہے اسلامی تعلیمات کا۔ اس ضمن میں مجھے آج شرائط بیعت میں سے پانچویں شرط کو آپ کے سامنے بیان کرنا ہے جو یہ ہے۔

”یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہو گا اور ہر ایک ذِلّت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اُس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔“

اس شرطِ بیعت میں درج ذیل چار امور قابل ذکر ہیں:

نمبر 1۔ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت وبلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کروں گا۔

نمبر 2۔ ہر حالت میں راضی بقضا رہوں گا۔

نمبر 3۔ ہر ذلّت اور دُکھ کے قبول کرنے کے لئے اُس کی راہ میں تیار رہوں گا۔

نمبر 4۔ کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اُس (خدا) سے منہ نہیں پھیروں گا بلکہ آگے قدم بڑھاؤں گا۔

سامعین! اب اِن چاروں امور کو ایک ایک کر کے زیر بحث لاتے ہیں اور اس کی تفصیل جان کر ہم اِن پر کیسے عمل کر سکتے ہیں۔ نمبر 1 میں حضور علیہ السلام نے زندگی میں آنے والی مختلف حالتوں میں اللہ تعالیٰ سے وفاداری نبھانے کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس امر کا ذکر فرمایا ہے کہ جب انسان پر تنگی، تُرشی، مشکلات اور بلا و رنج کا وقت آتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو سُن کر وہ بلائیں ٹال دیتا ہے۔ مشکل وقت آسانی میں بدل جاتا ہے تو پھر وہ خدا تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ اُس کو یاد نہیں کرتا۔ اُس کے آگے جھکنے میں کمزوری دکھلاتا ہے۔ وفاداری کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ ہر حال میں اُس کی عبادت بجالاتا رہے۔ اُس کی طرف جھکا رہے اور شکر گزاری بجالاتا رہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”یعنی انسانوں میں سے وہ اعلیٰ درجہ کے انسان جو خدا کی رضا میں کھوئے جاتے ہیں وہ اپنی جان بیچتے ہیں اور خدا کی مرضی کو مول لے لیتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا کی رحمت ہے۔ خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ تمام دکھوں سے وہ شخص نجات پاتا ہے جو میری راہ میں اور میری رضا کی راہ میں جان بیچ دیتا ہے اور جانفشانی کے ساتھ اپنی اس حالت کا ثبوت دیتا ہے کہ وہ خدا کا ہے اور اپنے تمام وجود کو ایک ایسی چیز سمجھتا ہے جو طاعتِ خالق اور خدمتِ خلق کے لئے بنائی گئی ہے“

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد10 صفحہ 385)

پھر خدا کا پیار حاصل کرنے کے لئے آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”خدا کا پیارا بندہ اپنی جان خدا کی راہ میں دیتا ہے اور اس کے عوض میں خدا کی مرضی خرید لیتا ہے۔ وہی لوگ ہیں جو خدا کی رحمتِ خاص کے مَورد ہیں۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد10 صفحہ 421)

وفا کے معنوں میں انسان پر گزرنے والے تمام ادوار مراد ہیں اور وہ دَور بھی مراد ہے جو آئندہ آنے والا ہے۔ اِسی لئے وفاداری میں نباہنے والے کے معنی بھی شامل ہے کہ ہر حال میں تعلق اور دوستی کو نباہنے والا۔ اِسی لئے انگریزی میں faithfullness اور Loyalty یا Trusty بولتے ہیں۔ جو وفاداری لفظ کی صحیح عکاسی کرتا ہے۔

سامعین! اِس شرط میں دوسرا پہلو یہ بیان ہوا ہے کہ ہر حالت میں راضی بقضا رہے گا۔ یہ الفاظ بھی دراصل نمبر 1 والے پہلو کی مزید تشریح ہی ہے۔ جو کوئی خدا تعالیٰ کا وفادار ہو گا تو وہ ہر حالت میں راضی بقضا بھی ہو گا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اِس دنیا میں ایسے دوست جو ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہوں وہ آپس کے تعلقات کو نبھانے کے لئے ایک دوسرے کی تُرش بات کو ہنس کھیل کر برداشت کرتے اور کسی محفل میں ذکر کرنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی مومن دوست بناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خود دوست بن کر اپنے مومن بندے کی ہر ضرورت کا خیال بھی رکھتا ہے اور بعض اوقات بندے کی طرف سے کوئی ایسی بات ہو جاتی ہے جو دوستی میں رکاوٹ بننے والی ہو تو اللہ تعالیٰ تب بھی اُسے برداشت کرتا اور اپنی عنایات جاری رکھتا ہے۔

خاکسار نے تقریر کے آغاز پر جو آیت تلاوت مع ترجمہ پیش کی۔ اس کی تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”بعض ایسے ہیں کہ اپنے نفسوں کو خدا کی راہ میں بیچ دیتے ہیں۔ تا کسی طرح وہ راضی ہو۔“

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد23 صفحہ 473)

ایسے لوگوں کے بارہ میں ہی خدا تعالیٰ خوشخبری دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ۔ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ۔ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (الفجر:28-31)

کہ اے نفسِ مطمئنہ! اپنے ربّ کی طرف لَوٹ جا، راضی رہتے ہوئے اور رضا پاتے ہوئے۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

راضی بقضا رہنے والوں اور اُس کی خاطر دکھ اور مصیبت اٹھانے والوں کو خدا کبھی بغیر جزاء کے نہیں چھوڑتا۔ ہم میں سے کئی ایسے ہیں جو غلطیوں، کوتاہیوں اور کمزوریوں کے پُتلے ہیں اور ہم سے کئی غلطیاں اور گناہ سرزد ہو جاتے ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی قضاء پر راضی رہنے کی عادت ہے، اُس کی خاطر ہر مصیبت اٹھانے کے لئے تیار ہیں اور اُٹھاتے ہیں، اُن عورتوں کی طرح نہیں جو ذرہ سے نقصان پر آسمان سر پر اُٹھا لیتی ہیں۔ شور مچا کر اور واویلا کر کے آسمان سر پر اُٹھایا ہوا ہوتا ہے، تو ایسے صبر کرنے والوں کے لئے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ خوش خبری دیتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کو کوئی مصیبت کوئی دُکھ کوئی رنج و غم کوئی تکلیف اور پریشانی نہیں پہنچتی یہاں تک کہ ایک کانٹا بھی نہیں چبھتا مگر اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

(مسلم کتاب البر والصلة باب ثواب المومن فیما یصیبه من مرض اوحزن)

پھر ایک روایت ہے کہ حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے سارے کام برکت ہی برکت ہوتے ہیں۔ یہ فضل صرف مومن کے لئے ہی مختص ہے۔ اگر اس کو کوئی خوشی و مسرّت اور فراخی نصیب ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے اور اس کی شکر گزاری اس کے لئے مزید خیر و برکت کا موجب بنتی ہے اور اگر اس کو کوئی دُکھ رنج تنگی اور نقصان پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے۔ اس کا یہ طرزِ عمل بھی اس کے لئے خیر و برکت کا ہی باعث بن جاتا ہے کیونکہ وہ صبر کر کے ثواب حاصل کرتا ہے۔

(مسلم کتاب الزھد باب المومن امرہ کلہ خیر)

پھر بعض دفعہ اولاد کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔ اولاد کے فوت ہونے کی صورت میں بہت زیادہ ماتم کیا جاتا ہے خاص طور پر عورتوں میں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جماعت احمدیہ کو اُس نے بہت صبر کرنے والوں اور اس کی رضا پر راضی رہنے والی ماؤں سے نوازا ہے۔ لیکن بعض دفعہ بعض جگہوں سے شکوے کے اظہار بھی ہو جاتے ہیں خاص طور پر کم پڑھے لکھے طبقے میں اور صرف خاص کم پڑھے لکھے طبقے میں ہی نہیں، پڑھے لکھوں میں بھی مَیں نے دیکھا ہے۔ ناشکری اور شکوہ کے الفاظ منہ سے نکل جاتے ہیں۔

سامعین! ایک روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین سے اِن الفاظ پر بیعت لی کہ ہم حضورؐ کی نافرمانی نہیں کریں گے۔ ماتم کے وقت نہ اپنا چہرہ نوچیں گی اور نہ واویلا کریں گی، نہ اپنا گریبان پھاڑیں گی اور نہ اپنے بال بکھیریں گی۔

(ابو داؤد کتاب الجنائز)

بعض لوگ بالخصوص خواتین اپنے عزیز کی وفات پر نوحہ کرتیں اور بین کرتی ہیں۔ جسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا۔ روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں ایک خاتون نے اپنے عزیز کی قبر پر بیٹھی رو رہی تھی اور بین کر رہی تھیں۔ حضورؐ کا گزر وہاں سے ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا کہ ایسا نہ کرو، صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ جس پر اِس عورت نے آنحضورؐ کو کہہ ڈالا کہ جو مصیبت مجھ پر آئی ہے وہ تم پر نہیں آئی۔ جب اُس عورت کو معلوم ہوا کہ یہ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تب وہ خاتون معذرت کرنے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حاضر ہوئی تو آپؐ نے فرمایا۔ ”اصل صبر تو صدمہ کے آغاز کے وقت ہی ہوتا ہے۔“

(بخاری کتاب الجنائز)

ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ پر نگاہ رکھ تو اسے سامنے پائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کو خوش حالی میں پہچان۔ اللہ تعالیٰ تجھے تنگدستی میں پہچانے گا اور سمجھ لے کہ جو تجھ سے چوک گیا اور تجھ تک نہیں پہنچ سکا وہ تیرے نصیب میں نہیں تھا اور جو تجھے مل گیا ہے وہ تجھے ملے بغیر نہیں رہ سکتا تھا کیونکہ تقدیر کا لکھا یوں ہی تھا۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور خوشی، بے چینی کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور ہر تنگی کے بعد یُسر اور آسانی ہے۔

(سنن ترمذی ابواب صفۃ القیامۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے حالانکہ، آپ کا کوئی فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر تھا ہی نہیں۔ پھر کس درد سے دعا مانگتے تھے۔ روایت ہے کہ محمد بن ابراہیم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں سوئی ہوئی تھی۔ پھر رات کے حصہ میں مَیں نے حضور کو وہاں نہ پایا۔ پھر ٹٹولنے پر اچانک میرا ہاتھ حضور کو چھو گیا اور ہاتھ حضور کے قدم مبارک پر لگا جبکہ آپ سجدہ کر رہے تھے اور اس دوران دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! مَیں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ مانگتا ہوں اور تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری ثنا کا شمار نہیں کر سکتا۔ تو ویسا ہی ہے جو خود نے اپنی ذات کی ثنا بیان فرمائی ہے۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات)

پھر آپ فرماتے ہیں:

”ہم کو تو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کریں اور اس کے لئے ضرورت ہے اخلاص کی، صدق و وفا کی، نہ یہ کہ قیل و قال تک ہی ہماری ہمت کوشش محدود ہو۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ بھی برکت دیتا ہے اور اپنے فیوض و برکات کے دروازے کھول دیتا ہے... اس تنگ دروازے سے جو صدق و وفا کا دروازہ ہے

گزرنا آسان نہیں۔ ہم کبھی ان باتوں سے فخر نہیں کر سکتے کہ رؤیا یا الہام ہونے لگے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہیں اور مجاہدات سے دستکش ہو رہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔"

(البدر جلد 3 نمبر 18-19 بتاریخ 8-16 مئی 1904ء)

پھر آپؑ نے فرمایا:

"ہر مؤمن کا یہی حال ہوتا ہے کہ اگر وہ اخلاص اور وفاداری سے اس کا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کا ولی بنتا ہے لیکن اگر ایمان کی عمارت بوسیدہ ہے تو پھر بے شک خطرہ ہوتا ہے۔ ہم کسی کے دل کا حال تو جانتے ہی نہیں... لیکن جب خالص خدا ہی کا ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس کی خاص حفاظت کرتا ہے۔ اگرچہ وہ سب کا خدا ہے مگر جو اپنے آپ کو خاص کرتے ہیں ان پر خاص تجلّی کرتا ہے اور خدا کے لئے خاص ہونا یہی ہے کہ نفس بالکل چکنا چور ہو کر اس کا کوئی ریزہ باقی نہ رہ جائے۔ اس لئے مَیں بار بار اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ بیعت پر ہرگز ناز نہ کرو۔ اگر دل پاک نہیں ہے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا کیا فائدہ دے گا... مگر جو سچا اقرار کرتا ہے اس کے بڑے بڑے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کو ایک نئی زندگی ملتی ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 65۔ جدید ایڈیشن)

سامعین! جہاں تک اس شرط کے پہلو نمبر 3 اور 4 کا تعلق ہے۔ وہ بھی نمبر 1-2 سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ خلاصہ یہی ہے کہ ہر حال میں خواہ مصیبت کا وقت ہے یا دُکھ کا ہو۔ ایک مؤمن اللہ تعالیٰ کی طرف سے مُنہ نہیں پھیرے گا بلکہ دوام اختیار کر کے اپنے قدم اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھاتا رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے۔ مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پُرخار بادیہ درپیش ہیں جن کو مَیں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اُٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے، نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سبّ و شتم سے، نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دَم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے اور ان کا پچھلا حال ان کے پہلے سے بدتر ہو گا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں۔ کیا ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے۔ کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہو سکتے مگر محض اس کے فضل اور رحمت سے۔ پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں ان کو وداع کو سلام۔ لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں تو اس جھکنے کی عند اللہ ایسی عزت نہیں ہو گی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے۔"

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 23-24)

آج سے سو سال پہلے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی زندگی میں دو بزرگوں نے کامل وفا کا اور استقامت کا نمونہ دکھایا تھا اور اپنے عہد بیعت کو نبھایا تھا اور خوب نبھایا۔ عہد بیعت کو توڑنے کے لئے مختلف لالچ ان کو دیئے گئے مگر ان استقامات کے شہزادوں نے ذرہ بھر بھی اس کی پرواہ نہ کی اور عہد بیعت پر قائم رہے۔ حضرت اقدسؑ نے ان کو زبردست خراج تحسین پیش فرمایا۔ یہ حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف شہیدؓ اور عبد الرحمان خان صاحبؓ ہیں۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اس کے بعد بھی جماعت کی سو سال سے زائد کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے یہ وفا اور استقامت کی مثالیں قائم ہوتی رہیں۔ مالی و جانی نقصان پہنچائے گئے، شہید کئے گئے، بیٹا باپ کے سامنے اور باپ بیٹے کے سامنے مارا گیا تو کیا خدا نے جو سب سے بڑھ کر وفاؤں کا جواب دینے والا ہے اس خون کو یوں ہی رائیگاں جانے دیا؟ نہیں اس نے پہلے سے بڑھ کر ان کی نسلوں پر رحمتوں اور فضلوں کی بارش برسائی۔ آپ میں سے کئی جو یہاں موجود ہیں یا دنیا کے مختلف ممالک سے پھیلے ہوئے ہیں اس بات کے چشم دید گواہ ہیں۔ بلکہ آپ میں سے اکثر ان فضلوں کے مورد بنے ہوئے ہیں۔ یہ اس وفا کا ہی نتیجہ ہے جو آپ نے خدا تعالیٰ سے کی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے کئے عہد بیعت کو سچ کر دکھایا۔ کشائش میں کہیں آپ یا آپ کی نسلیں اس عہد بیعت کو بھول نہ جائیں۔ اس پیارے خدا سے ہمیشہ وفا کا تعلق رکھیں تا کہ یہ فضل آپ کی نسلوں میں بھی قائم رہے اور اس وفا کے تعلق کو اگلی نسلوں میں بھی منتقل کرتے چلے جائیں۔"

حضرت مسیح موعودؑ خدا تعالیٰ سے وفاداری کے تعلق میں فرماتے ہیں کہ:

”ہر مومن کا یہی حال ہوتا ہے کہ اگر وہ اخلاص اور وفاداری سے اُس کا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اُس کا ولی بنتا ہے۔ لیکن اگر ایمان کی عمارت بوسیدہ ہے تو پھر بیشک خطرہ ہوتا ہے۔ ہم کسی کے دل کا حال تو جانتے ہی نہیں...... لیکن جب خالص خدا ہی کا ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس کی خاص حفاظت کرتا ہے۔ اگرچہ وہ سب کا خدا ہے مگر جو اپنے آپ کو خاص کرتے ہیں ان پر خاص تجلّی کرتا ہے اور خدا کے لیے خاص ہونا یہی ہے کہ نفس کو بالکل چکنا چور ہو کر اس کا کوئی ریزہ باقی نہ رہ جائے۔ اس لیے مَیں بار بار اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ بیعت پر ہرگز ناز نہ کرو۔ اگر دل پاک نہیں ہے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا کیا فائدہ دے گا۔ مگر جو سچا اقرار کرتا ہے اس کے بڑے بڑے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کو ایک نئی زندگی ملتی ہے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 65 ایڈیشن 1988ء)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✡✡✡✡